٭٭٭ تقریر ٭٭٭

تقریر بابت تربیت
وقت 5-7 منٹ

حق مہر اور اُس کی اہمیت

(تقریر نمبر1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً ؕ فَاِنۡ طِبۡنَ لَكُمۡ عَنۡ شَىۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَكُلُوۡهُ هَنِيۡٓــًٔـا مَّرِیۡٓـــٴًﺎ (النساء:5)

عورتوں کو ان کے مہر دِلی خوشی سے ادا کرو۔ پھر اگر وہ اپنی دِلی خوشی سے اس میں سے کچھ تمہیں دینے پر راضی ہوں تو اُسے بلا تردّد شوق سے کھاؤ۔

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن، جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں، جب دنیا میں تو آتی تھی
جب باپ کی جھوٹی غیرت کا، خوں جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی، یوں ماں تیری گھبراتی تھی
وہ رحمت عالم آتا ہے، تیرا حامی ہو جاتا ہے
تو بھی انساں کہلاتی ہے، سب حق تیرے دلواتا ہے
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمدؐ مصطفی نبیوں کا سردار

(درعدن)

معزز سامعین! آج آپ حاضرین کے سامنے مجھے حق مہر پر گفتگو کرنی ہے۔

مہر اُس مالی منفعت کا نام ہے جو نکاح کے نتیجہ میں خاوند کی طرف سے بیوی کو واجب الادا ہے اور جس پر بیوی کُلّی تصرّف کا حق رکھتی ہے۔ نکاح کی صحت کے لئے پہلے سے حق مہر مقرر کرنا ضروری نہیں جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت سے ظاہر ہے:

لَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِنۡ طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمۡ تَمَسُّوۡهُنَّ اَوۡ تَفۡرِضُوۡا لَهُنَّ فَرِيۡضَةً ۖۚ (البقرۃ:237)

یعنی تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو اس وقت بھی طلاق دے دو جبکہ تم نے ان کو چھوڑا تک نہ ہو یا مہر نہ مقرر کیا ہو۔

البتہ رخصتی ہو جانے کے بعد پورا حق مہر خود بخود واجب ہو جاتا ہے اور اگر حق مہر متعیّن نہ ہو تو مہر مثل کی ادائیگی واجب ہوتی ہے خواہ نکاح کے وقت مہر کا ذکر آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ اس لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ کوئی نکاح بغیر حق مہر کے نہیں۔ مہر بیوی کا حق ہے وہی اس کی مالک ہے وہ جس طرح چاہے اسے اپنے مصرف میں لا سکتی ہے خاوند کی وفات پر اگر مہر واجب الادا ہو تو دیگر قرضوں کی طرح حق مہر کی ادائیگی بھی خاوند کے ترکہ سے لازمی ہے۔

مہر کی اقسام

مہر مسمّٰی وہ مہر ہے جو فریقین کی رضامندی سے بوقت نکاح مقرر کیا جائے اور اعلان نکاح میں اس کا ذکر آئے مسمّٰی کہلاتا ہے۔ پھر آگے مہر مسمّٰی کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ مہر معجّل

ب۔ مہر موٴجّل

مہر معجّل مقررہ مہر کا وہ حصہ ہے جو بوقت نکاح فوری طور پر ادا کر دیا جائے یا بیوی کے مطالبہ پر عند الطلب ادا کرنا تسلیم کیا جائے یا معاہدہ نکاح میں مہر کی ادائیگی کے وقت کا کوئی ذکر نہ ہو۔ ایسے مہر کی عدم ادائیگی کی صورت میں بیوی خاوند کو اپنے نفس پر قدرت دینے سے انکار کر سکتی ہے اور عورت کے مطالبہ پر قضا فوری ادائیگی پر خاوند کو مجبور کر سکتی ہے۔

اگر رخصتانہ سے قبل طلاق دے دی جائے تو عورت نصف مہر مقررہ کی حقدار ہو گی جیسا کہ فرمایاإِنۡ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ أَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ وَقَدۡ فَرَضۡتُمۡ لَهُنَّ فَرِيۡضَةً فَنِصۡفُ مَا فَرَضۡتُمۡ یعنی اگر تم انہیں قبل اس کے کہ تم نے انہیں چھوا ہو لیکن مہر مقرر کر دیا ہو طلاق دے دو تو اس صورت میں جو مہر تم نے مقرر کیا ہو اس کا آدھا اُن کے سپرد کرنا ہو گا۔

اگر رخصتانہ سے قبل خاوند مر جائے تو عورت پورے مقررہ مہر کی حقدار ہو گی اور وراثت سے بھی اُسے حصہ ملے گا۔ اگر نکاح کے وقت مہر مقرر نہ ہوا ہو اور قبل از رخصتانہ طلاق ہو جائے یا خاوند فوت ہو جائے تو پھر مہر مثل کا نصف یا پورا مہر مثل ادا کرنا واجب نہیں۔ حسب استطاعت مناسب تحائف دے کر عورت کو رخصت کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِنۡ طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمۡ تَمَسُّوۡهُنَّ اَوۡ تَفۡرِضُوۡا لَهُنَّ فَرِيۡضَةً ۖۚ وَّمَتِّعُوۡهُنَّ ۚ عَلَى الۡمُوۡسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الۡمُقۡتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ حَقًّا عَلَى الۡمُحۡسِنِيۡنَ (البقرہ:237)

یعنی تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو اس وقت بھی طلاق دے دو جبکہ تم نے انہیں چھوا تک نہ ہو یا مہر نہ مقرر کیا ہو اور چاہیے کہ اس صورت میں تم اُنہیں مناسب طور پر کچھ سامان دے دو۔ یہ امر دولتمند پر اُس کی طاقت کے مطابق لازم ہے اور نادار پر اُس کی طاقت کے مطابق۔ ہم نے ایسا کرنا نیکوکاروں پر واجب کر دیا ہے۔

مہر موجّل مقررہ مہر کا وہ حصہ ہے جو زوجین کی علیحدگی یا خاوند کی وفات کے بعد قابل ادا ہو جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ مہر ایک قرضہ ہے جو خاوند کے ترکہ میں سے اس کے دیگر قرضوں کی طرح ادا ہونا چاہیے۔

مہر مجہول، مہر مسمّٰی کے بالمقابل ہے جس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں جیسے کسی مجہول جنس یا نوع کا ذکر کرنا لیکن اس کی تعیین نہ کرنا مثلاً یہ کہا جائے کہ مَیں حق مہر میں کوئی جانور، زمین، مکان یا کار وغیرہ دوں گا مگر اس کی تعیین نہ کی جائے یا اس کی مالیت کی تعیین نہ کی جائے یا اعلان نکاح میں مہر کا ذکر نہ ہو یا فریقین کے درمیان مہر کی مقدار میں تنازعہ ہو اور ثبوت موجود نہ ہو۔ ان سب صورتوں میں اگر باہمی رضامندی سے کوئی بات طے نہ ہو سکے اور تنازعہ عدالت میں جائے تو مہر مثل ہے واجب الادا ہو گا۔

مہر مثل

معاہدہ نکاح میں مہر کی عدم تعیین کی صورت میں بوقت تنازعہ قاضی جو مہر فریقین کی حیثیت کے مطابق متعین کرے وہ مہر مثل کہلاتا ہے۔ مِثل، در حقیقت فقہاء کی وضع کردہ اصطلاح ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ بوقت نکاح اگر کسی عورت کا مہر مقرر نہ ہوا ہو تو قاضی عورت اور مرد کے حالات کو دیکھ کر جو مہر مقرر کرے وہ مہرِ مثل کہلاتا ہے۔ جس میں عورت کے حسن و جمال، سیرت و کردار اور علم و عمل کے علاوہ اُس عورت کے باپ اور ماں کی طرف سے رشتہ دار عورتوں کی حیثیت اور حق مہر کو مدّ نظر رکھا جانا بھی ضروری ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک مہر مثل کی تعیین کے لئے عورتوں کے شوہروں کے حسب اور اُن کی مالی استطاعت کو بھی مدّ نظر رکھا جانا چاہئے۔

(فتح القدیر جلد2 صفحہ 471)

ہمارے نزدیک تنازعہ کی صورت میں قاضی حالات کا جائزہ لے کر جس مقدار مہر کا فیصلہ کرے گا وہی مہر مثل ہو گا۔

مہر کی مقدار

فقہاء سَلف نے حق مہر کی زیادہ سے زیادہ کوئی حدّ مقرر نہیں کی۔ اُن کی تمام تر توجہ اَقلّ مقدار کی طرف رہی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک کم سے کم مقدار مہر دس درہم یا اس کی مساوی مالیت کی کوئی شے ہو سکتی ہے۔ برصغیر میں غالباً اسی بناء پر کم سے کم مہر کی مقدار ساڑھے بتیس (32) روپے قرار دی گئی لیکن فی زمانہ ساڑھے بتیس روپے حق مہر مقرر کرنا ائمہ سَلف کے قلیل ترین معیار اور مختلف زمانوں میں قدرِ زر کے اختلاف کے لحاظ سے درست معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ حق مہر کی اہمیت اور حکمت کے منافی ہے۔ فی زمانہ یہ رجحان پیدا ہو گیا ہے کہ نمائش یا دباؤ کے پیش نظر بھاری رقوم حق مہر کے طور پر مقرر کی جائیں اگرچہ نیت اس کی ادائیگی کی نہیں ہوتی حالانکہ شریعت کا منشاء یہ ہے کہ مہر ادائیگی کی نیت سے ہی مقرر کیا جائے اور پھر اسے ادا بھی کیا جائے۔ اِس لئے زیادہ حق مہر باندھنے کے غیر صحتمند رجحان کی روک تھام فی زمانہ لازمی ہے۔ چنانچہ اس زمانہ کے حکَم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ مہر کی تعداد یا مقدار کتنی ہونی چاہیے؟

آپؑ نے فرمایا کہ

"مہر تراضیٔ طرفین سے ہو، آپس میں جو فریقین ہیں ان کی رضامندی سے ہو جس پر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں کہ نصوص یا احادیث میں کوئی اس کی حدّ مقرر کی گئی ہے۔ کوئی حدّ نہیں ہے مہر کی بلکہ اس سے مراد اس وقت کے لوگوں کے مروّجہ مہر سے ہوا کرتی ہے۔ ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیّت اَور ہوتی ہے اور محض نمود کے لئے لاکھ لاکھ روپے کا مہر ہوتا ہے۔ صرف ڈراوے کے لئے یہ لکھا جایا کرتا ہے کہ مرد قابو میں رہے اور اس سے پھر دوسرے نتائج خراب نکل سکتے ہیں۔ نہ عورت والوں کی نیّت لینے کی ہوتی ہے نہ خاوند کی دینے کی۔ جیسا کہ فرمایا: مسائل اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب لڑائی جھگڑے ہوں۔ فرمایا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ جب ایسی صورت میں تنازع آپڑے تو جب تک اس کی نیّت ثابت نہ ہو کہ ہاں رضا اور رغبت سے وہ اسی قدر مہر پر آمادہ تھا جس قدر کہ مقرر شدہ ہے تب تک مقرر مہر نہ دلایا جاوے اور اس کی حیثیت اور رواج وغیرہ کو مدّ نظر رکھ کر پھر فیصلہ کیا جاوے کیونکہ بدنیتی کی اتباع نہ شریعت کرتی ہے اور نہ قانون۔"

(بدر جلد 2 نمبر 16 صفحہ 8123 مئی 1903ء)

بعد ازاں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِس ارشاد کی روشنی میں مہر کی انتہائی حدّ مقرر کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی چنانچہ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اِس سلسلہ میں فرمایا:

"مَیں نے مہر کی تعیین چھ ماہ سے ایک سال تک کی آمدن کی ہے یعنی مجھ سے کوئی مہر کے متعلق مشورہ کرے تو مَیں یہ مشورہ دیا کرتا ہوں کہ اپنی چھ ماہ کی آمد سے ایک سال تک کی آمد بطور مہر مقرر کردو اور یہ مشورہ میرا اِس امر پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام سے الوصیت کے قوانین میں دسویں حصہ کی شرط رکھوائی ہے۔ گویا اسے بڑی قربانی قرار دیا ہے۔ اس بناء پر میرا خیال ہے کہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ باقی اخراجات کو پورا کرتے ہوئے مخصوص کر دینا معمولی قربانی نہیں بلکہ ایسی قربانی ہے کہ جس کے بدلے میں ایسے شخص کو جنت کا وعدہ دیا گیا ہے اس حساب سے ایک سال کی آمد جو گویا متواتر دس سال کی آمد کا دسواں حصہ ہوتا ہے بیوی کے مہر میں مقرر کر دینا مہر کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے بہت کافی ہے بلکہ میرے نزدیک انتہائی حدّ ہے۔"

(الفضل 12/ دسمبر 1940ء)

پس جماعت احمدیہ کا مَسلک یہ ہے کہ حق مہر نہ اتنا کم ہو کہ وہ عورت کے وقار کے منافی محسوس ہو اور شریعت کے ایک اہم حکم سے مذاق بن جائے اور نہ اتنا زیادہ کہ اس کی ادائیگی تکلیف مالایطاق ہو جائے۔ اس اصول کی بناء پر خاوند کی جو بھی مالی حیثیت ہو اس کے مطابق چھ ماہ سے بارہ ماہ تک کی آمدنی کے برابر حق مہر کو معقول اور مناسب خیال کیا گیا ہے۔

(یہ حصّہ فقہ احمدیہ صفحہ 43-50 سے اختصار کے ساتھ مَیں نے بیان کیا ہے)

سامعین! خاوند کو حق مہر کی ادائیگی خوش دلی سے کرنی چاہیے۔ جیسا کہ فرمایا: وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء:5) یعنی عورتوں کو اُن کے مہر دلی خوشی سے ادا کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے کسی عورت سے شادی کے لئے مہر مقرر کیا اور نیّت کی کہ وہ اسے نہیں دے گا تو وہ زانی ہے اور جس کسی نے قرض اس نیّت سے لیا کہ ادا نہ کرے گا تو مَیں اسے چور شمار کرتا ہوں۔

(مجمع الزوائد جلد 4 صفحہ 131)

حضرت سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ مَیں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اس میں ایک خاتون کھڑی ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! مَیں اپنے آپ کو آپ کے لیے ہبہ کرتی ہوں آپ اب جو چاہیں، کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ پھر کھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! مَیں نے اپنے آپ کو آپ کے لیے ہبہ کر دیا ہے۔ آپ جو چاہیں کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ تیسری مرتبہ کھڑی ہوئیں اور کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا، آپ جو چاہیں کریں۔ اس کے بعد ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ان کا نکاح مجھ سے کر دیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور تلاش کرو۔ ایک لوہے کی انگوٹھی بھی اگر مل جائے تو لے آؤ۔ وہ گئے اور بسیار تلاش کے واپس آکر عرض کیا کہ مَیں نے کچھ نہیں پایا، لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ قرآن ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! میرے پاس فلاں فلاں سورتیں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جاؤ! مَیں نے تمہارا نکاح ان سے اس قرآن پر کیا جو تم کو یاد ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح حدیث: 5149)

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہی ثابت کیا ہے کہ نکاح کے لیے مالی حق مہر کا ہونا ضروری نہیں بلکہ فریقین جس پر اتفاق کرلیں وہ حق مہر ہو سکتا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہما کو پیغام نکاح بھیجا تو انہوں نے جواب دیا کہ تیرے جیسے آدمی کا پیغام مسترد نہیں کیا جا سکتا لیکن تو کافر ہے اور مَیں مسلمان ہوں، ایسے حالات میں میرا نکاح آپ سے حلال نہیں ہے، ہاں اگر تو مسلمان ہو جائے تو تیرا اسلام ہی میرا حق مہر ہو گا اور مَیں اس کے علاوہ آپ سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کروں گی، چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور یہی اسلام لانا ہی ان کا حق مہر ٹھہرا۔

(سنن النسائی، النکاح، حدیث:3343)

حق مہر کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے آسان آسان رستے بتائے ہیں۔ ہم اوپر سُن آئے ہیں کہ کسی کے لئے قرآن کی چند سورتیں حق مہر مقرر فرمایا، کسی کے لئے لوہے کی انگوٹھی، کسی کو کلہاڑا دیا کہ جاؤ لکڑیاں کاٹ کر حق مہر کے لئے رقم اکٹھی کرو۔ ایک روایت کے مطابق ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مَیں نے انصار کی ایک عورت کو شادی کا پیغام بھجوایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کوئی چیز ہوتی ہے۔ اس نے کہا مَیں نے اسے دیکھ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا تو مہر کیا رکھ رہے ہو؟ اس نے کہا چار اوقیہ چاندی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا چار اوقیہ؟۔ سوال کیا۔ چار اوقیہ گویا تم اس پہاڑ کے گوشے سے چاندی کھود کر اسے دوگے۔ ہمارے پاس اتنا نہیں ہے جو ہم تجھے دیں لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ ہم تمہیں کسی مہم پر بھجوا دیں وہاں سے تم کچھ مالِ غنیمت حاصل کرلو۔ پھر آپ نے ایک دستہ بنی عبس کی طرف بھجوایا تو اس شخص کو اس میں شامل کیا۔

(مسلم، کتاب النکاح، باب ندب من اراد نکاح امرأۃ الی ان ینظر الی وجھھا)

تو دیکھیں! مہر کے بارے میں بھی آپ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ طاقت سے بڑھ کر ہو۔ جو اس کی حیثیت کے مطابق نہیں تھا تو کہا یہ بہت زیادہ ہے اور پھر یہ بھی پتہ تھا کہ آپ سے مانگے گا، نظام سے درخواست کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ مہم پر جاؤ، مال غنیمت مل گیا تو اس سے اپنا مہر ادا کر دینا اور یہی بات ہے کہ مہر جو ہے سوچ سمجھ کر رکھنا چاہئے جتنی توفیق ہو جتنی طاقت ہو۔

مہر ایک ایسا معاملہ ہے جس کی وجہ سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ قضاء میں بہت سارے کیس جاتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر تو بڑی عجیب صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ شادی سے پہلے لڑکی والے لڑکے کو باندھنے کی غرض سے زیادہ مہر لکھوانے کی کوشش کرتے ہیں اور شادی کے بعد اگر کہیں جھگڑے کی صورت پیدا ہو جائے اور طلاق کی صورت ہو جائے، تو لڑکے والے بہانے بنا کر اس کو ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر نظام جماعت میں اَور بھی زیادہ تکلیف دہ صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں سزا بھی دینی پڑتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ ایک عورت اپنا مہر نہیں بخشتی۔ شادی کرکے اس کو کہتے ہیں کہ بخش بھی دو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ عورت کا حق ہے۔ اسے دینا چاہئے۔ اوّل تو نکاح کے وقت ہی ادا کرے ورنہ بعد ازاں ادا کر دینا چاہئے۔ پنجاب اور ہندوستان میں یہ شرافت ہے کہ موت کے وقت یا اس سے پیشتر، یعنی عورتوں کی یہ شرافت ہے کہ موت کے وقت یا اس سے پیشتر، خاوند کو اپنا مہر بخش دیتی ہیں۔ یہ صرف رواج ہے۔

(فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 148)

ایک صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنی منکوحہ سے مہر بخشوانا چاہتا تھا مگر وہ عورت کہتی تھی تو اپنی نصف نیکیاں مجھے دے دے تو بخش دوں۔ خاوند کہتا رہا کہ میرے پاس حسنات بہت کم ہیں بلکہ بالکل ہی نہیں ہیں۔ اب وہ عورت مر گئی ہے خاوند کیا کرے؟

حضرت اقدس نے فرمایا کہ

”اُسے چاہیے کہ اُس کا مہر اُس کے وارثوں کو دے دے۔ اگر اُس کی اولاد ہے تو وہ بھی وارثوں سے ہے شرعی حصہ لے سکتی ہے اور علی ہذا القیاس خاوند بھی لے سکتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 85)

سامعین! حضرت مصلح موعود ایسے ہی حق مہر کی معافی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کا ہے کہ

"حضرت حکیم فضل دین صاحب ہمارے سلسلہ میں سابقون الاولون میں سے ہوئے۔ ان کی دو بیویاں تھیں۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مہر شرعی حکم ہے اور ضرور عورتوں کو دینا چاہئے۔ اس پر حکیم صاحب نے کہا کہ میری بیویوں نے مجھے معاف کر دیا ہوا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کیا آپ نے ان کے ہاتھ میں رکھ کر معاف کرایا تھا؟ کہنے لگے نہیں حضور! یونہی کہا تھا اور انہوں نے معاف کر دیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ پہلے آپ ان کی جھولی میں ڈالیں پھر اس کو معاف کروائیں۔ ان کی بیویاں دو تھیں اور مہر پانچ پانچ سو روپیہ تھا۔ حکیم صاحب نے کہیں سے قرض لے کر پانچ پانچ سو روپیہ ان کو دے دیا اور کہنے لگے تمہیں یاد ہے کہ تم نے اپنا مہر مجھے معاف کیا ہوا ہے۔ سو اَب مجھے یہ واپس دے دو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اُس وقت ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ نے دے دینا ہے۔ اس وجہ سے کہہ دیا تھا کہ معاف کیا۔ اب ہم نہیں دیں گی۔ حکیم صاحب نے آکر یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا کہ مَیں نے اس خیال سے کہ روپیہ مجھے واپس مل جائے گا۔ ایک ہزار روپیہ قرض لے کر مہر دیا تھا مگر روپیہ لے کر انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت صاحب یہ سن کر بہت ہنسے اور فرمانے لگے۔ درست بات یہی ہے کہ پہلے عورت کو مہر ادا کیا جائے اور کچھ عرصے کے بعد اگر وہ معاف کرنا چاہے تو کر دے۔ ورنہ دیئے بغیر معاف کرانے کی صورت میں تو 'مفت کرم داشتن' والی بات ہوتی ہے۔ عورت سمجھتی ہے نہ انہوں نے مہر دیا اور نہ دیں گے۔ چلو یہ کہتے جو ہیں تو معاف ہی کر دو۔ مفت کا احسان ہی ہوتا ہے۔ تو جب عورت کو مہر مل جائے پھر اگر وہ خوشی سے دے تو درست ہے ورنہ دس لاکھ روپیہ بھی اگر اس کا مہر ہو مگر اس کو ملا نہیں تو وہ دے دے گی کیونکہ وہ جانتی ہے کہ مَیں نے جیب سے نکال کے تو کچھ دینا نہیں صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ اس میں کیا حرج ہے۔ پس عورتوں سے معاف کرانے سے پہلے ان کو مہر دیا جانا ضروری ہے اور اگر یہ مہر ایسے وقت میں دیا جاتا ہے جب ان کو اپنی ضروریات کی خبر نہیں یا جبکہ والدین ان سے لینا چاہتے ہیں تو یہ ناجائز ہے اور یہ بردہ فروشی ہے جو کسی طرح درست نہیں۔"

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 9 صفحہ 217)

ایک سوال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہوا تھا کہ میری بیوی فوت ہوگئی ہے مَیں نے نہ مہر اس کو دیا ہے نہ بخشوایا ہے۔ اب کیا کروں۔ تو آپ نے فتویٰ دیا، فرمایا کہ "مہر اس کا ترکہ ہے اور آپ کے نام قرض ہے۔ آپ کو ادا کرنا چاہئے اور اس کی یہ صورت ہے کہ شرعی حصص کے مطابق اس کے دوسرے مال کے ساتھ تقسیم کیا جاوے۔ جس میں ایک حصہ خاوند کا بھی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے نام پر صدقہ دیا جاوے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 606)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ جن عورتوں کا مہر مچھر کی دو من چربی ہو وہ کیسے ادا کیا جاوے؟ حضور علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا:

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا۔ اس کا خیال مہر میں ضرور ہونا چاہیے۔ خاوند کی حیثیت کو مدّ نظر رکھنا چاہئے۔ اگر اس کی حیثیت دس روپے کی نہ ہو تو وہ ایک لاکھ روپے کا مہر کیسے ادا کرے گا اور مچھروں کی چربی تو کوئی مہر ہی نہیں۔ یہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا میں داخل ہے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 391)

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ آمین

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)